بیت المقدس کے فضائل قرآن وحدیث کی روشنی میں

،

بیت المقدس اور مسجد اقصی کی تاریخ

حلقہ خواتین امورِ خارجہ، انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین، کُلنا مریم، سکلرز، دارِ ارقم

پریزنٹیشن
نمبر : 3

بیت المقدس اور اس کے ارد گرد کا علاقہ جس میں شام اور اردن بھی شامل ہے بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے، اللہ تعالی نے اس علاقے کو عظیم فضائل اور برکات سے نوازا ہے کیونکہ ارض بیت المقدس، شام، اور اردن وطن انبیاء اور مھبط وحی رہا ہے جس کے لاتعداد فضائل قرآن وحدیث میں وارد ہیں، اور بیت المقدس کی تاریخ بھی قدیم ترین ہے جیسا کہ

علامہ ابن حجر نے بخاری کی شرح فتح الباری میں " قیل" کے لفظ سے بیان کیا ہے کہ مسجد اقصی کی سب سے پہلی تعمیر آدم علیہ السلام نے کی، اور کچھ مؤرخین نے لکھا ہے کہ

یعقوب علیہ السلام نے بھی مسجد اقصی کی تعمیر میں حصہ لیا، اور کچھ روایات میں ہے داؤد علیہ السلام نے تعمیر شروع کی اور سلیمان علیہ السلام نے اسکی تکمیل کی۔

فتح الباری: 6/409

بیت المقدس کے فضائل قرآن میں بہت زیادہ ہیں اللہ سبحانہ وتعالی نے قرآن مجید میں اسے مبارک قرار دیا ہے فرمان باری تعالی ہے

"سُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى الَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا "

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی، اس لیے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں۔ الاسراء(1)۔

قدس ہی وہ شہر اور علاقہ ہے جو مسجد کے ارد گرد ہے تو اس لحاظ سے وہ بابرکت ہوا۔

اور اللہ تعالی ابراھیم علیہ السلام کے قصہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا "

ترجمہ: اور ہم نے ابراھیم اور لوط علیہما السلام کو ارض مبارک میں نجات دی۔

تو مبارک زمین یہی قدس کی زمین ہے کیونکہ یہ مسکن انبیاء ہے، اس زمین میں اللہ تعالی نے برکت ڈال دی ہے کہ سرسبز وشاداب، اور زرخیز ہے۔

دوسری جگہ ارشاد باری ہے:

"وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ "

ترجمہ: اور ہم نے سلیمان کیلئے ہوا کو مسخر بنایا ہوا تھا، جو اس کے حکم سے اس کے تخت کو مبارک زمین کی طرف لے جاتی تھی، اور ہمیں ہر چیز کا علم ہے۔

تو سلیمان علیہ السلام کی نبوت کا مرکز بھی بیت المقدس تھا۔

اور قوم سبأ کے قصے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ

اور ہم نے ان کے اور مبارک گاؤں کے درمیان کچھ دوسرے گاؤں بنائے تھے، اور ان کیلئے سفر کو آسان بنادیا تھا، اور ہم نے ان کو کہا کہ اب امن سے دن رات سفر کرو۔ تو اس سے مراد شام کے گاؤں ہیں جس میں بیت المقدس بھی شامل ہے۔

اور حضرت مریم اور عیسی علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ"

ہم نے مریم اور اس کے بیٹے (عیسی علیہ السلام) کو لوگوں کیلئے اللہ کی نشانی بنادیا تھا، اور ان کو ہم نے سکون اور میٹھے چشموں کی جگہ ٹھرایا تھا۔

اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے مراد دمشق اور شام ہے جس میں بیت المقدس بھی شامل ہے۔

اسی علاقہ کو اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کی زبان سے مقدس کا وصف دیا، ارشاد باری تعالی ہے:

"يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ"

ترجمہ: اے میری قوم اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالی نے تمہارے نام لکھ دی ہے۔ المائدۃ (21)

اور بھی اس قسم کی بہت ساری آیات موجود ہیں جس میں بیت المقدس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

اور احادیث میں بھی بیت المقدس کے فضائل بیان شدہ ہیں:

ابوذر رضي اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کیا مسجد نبوی افضل ہے یا کہ بیت المقدس؟ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: میری مسجد میں وہاں (بیت المقدس) کی چار نمازوں سے افضل اور وہ نمازی بھی بہت ہی اچھا ہے، ایک وقت آئے گا کہ کسی آدمی کے پاس اس کے گھوڑے کی رسی جتنی زمین کا ٹکڑا ہو گا جہاں سے اسے بیت المقدس نظر آئے گا، تو یہ اس کے لیے ساری دنیا سے بہتر ہو گی۔

مستدرک الحاکم (4 / 509)

: اور وہ ایسی پاکیزہ سرزمین ہے جہاں دجال بھی داخل نہیں ہو سکتا، جیسا کہ حدیث میں فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے
(دجال حرم اور بیت المقدس کے علاوہ باقی ساری زمین میں گھومے گا) مسند احمد (19665

: عیسی علیہ السلام دجال کو اسی علاقے کے قریب قتل کریں گے جیسا کہ حدیث نبوی میں فرمان نبوی ہے
: نواس بن سمعان رضي اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
عیسی بن مریم علیہ السلام دجال کو باب لُدّ میں قتل کریں گے۔ مسلم (2937) ۔

لُدّ بیت المقدس کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔
اور بیت المقدس وہی جگہ ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کیلئے مسجد حرام سے مسجد اقصی لے جایا گیا جس کا تذکرہ اوپر پہلی آیت میں ہو چکا ہے۔
: یہ مسلمانوں کا قبلہ اول ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں ہے
براء رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی
۔۔۔ رواہ البخاري و مسلم۔
: بیت المقدس ان مساجد میں سے ہے جن کی طرف سفر کرنا جائز ہے -

ابو ھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تین مساجد کے علاوہ کسی اور کی طرف سفر نہیں کیا جاسکتا، مسجد حرام، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، اور مسجد اقصی (صحیح بخاری)
اور ایک لمبی حدیث میں جسے ابو ھریرہ رضي اللہ تعالی عنہ نے راویت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مسجد میں سب انبیاء علیہم السلام کی ایک نماز میں امامت کرائی۔ حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں
فَحَانَتِ الصَّلاۃُ فَاَمَمْتُھُمْ نماز کا وقت آیا تو میں نے ان کی امامت کرائی۔ صحیح مسلم (172)

تو اس لیے ان تین مساجد کے علاوہ زمین کے کسی بھی علاقہ کی طرف عبادت کی غرض سے سفر کرنا جائز نہیں ہے۔
اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ " جب سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر مکمل کی تو تین دعائیں کیں۔
کہ اے اللہ مجھے اپنی بادشاہت جیسی بادشاہت عطا فرما۔
میرے بعد میری بادشاہت جیسی بادشاہت کسی کو نہ ملی
جو بھی اس مسجد (مسجد اقصی) میں نماز پڑھے اس کے تمام گناہ معاف فرمادے۔ تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے سلیمان علیہ السلام کی پہلی دو دعائیں قبول فرمائیں، اور مجھے امید ہے کہ تیسری بھی قبول کی ہو گی۔ (یعنی اللہ تعالی نے اسے پوری دنیا پر حکومت عطا فرمائی، اور انسان، جن، ہوا، پرند، چرند ہر چیز کو اس کے حکم کے تابع بنادیا، اور دوسری دعا بھی قبول ہوئی کہ ایسے بادشاہت آج تک کسی نہیں ملی)۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کو بیت المقدس کی بار بار زیارت اور اس میں عبادت نصیب فرمائے۔ آمین

بیت المقدس اور مسجد اقصی کی تاریخ

بیت المقدس یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں تینوں کے نزدیک مقدس ہے یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تعمیر کردہ معبد ہے جو بنی اسرائیل کے نبیوں کا قبلہ تھا اور اسی شہر سے ان کی تاریخ وابستہ ہے یہی شہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا مقام ہے اور یہی ان کی تبلیغ کا مرکز تھا مسلمان تبدیلی قبلہ سے قبل تک اسی کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔

بیت المقدس پہاڑیوں پر آباد ہے اور انہی میں سے ایک پہاڑی کا نام کوہ صیہون ہے جس پر مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ واقع ہیں کوہ صیہون کے نام پر ہی یہودیوں کی عالمی تحریک صیہونیت قائم کی گئی۔

قدیم تاریخ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بھتیجے لوط علیہ السلام نے عراق سے بیت المقدس کی طرف ہجرت کی تھی۔620ء میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جبریل امین کی رہنمائی میں مکہ سے بیت المقدس پہنچے اور پھر معراج آسمانی کے لیے تشریف لے گئے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے وحی الہی کے مطابق مسجد بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کی بنیاد ڈالی اور اس کی وجہ سے بیت المقدس آباد ہوا۔ پھر عرصہ دراز کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام (961ق م) کے حکم سے مسجد اور شہر کی تعمیر اور تجدید کی گئی اس لیے یہودی مسجد بیت المقدس کو ہیکل سلیمانی کہتے ہیں۔

ہیکل سلیمانی اور بیت المقدس کو586ق م میں شاہ بابل (عراق) بخت نصر نے مسمار کر دیا تھا اور ایک لاکھ یہودیوں کو غلام بنا کر اپنے ساتھ عراق لے گیا بیت المقدس کے اس دور بربادی میں حضرت عزیر علیہ السلام کا وہاں سے گذر ہوا انہوں نے اس شہر کو ویران پایا تو تعجب ظاہر کیا کہ کیا یہ شہر پھر کبھی آباد ہو گا؟

اس پر اللہ نے انہیں موت دے دی اور جب وہ سو سال بعد اٹھائے گئے تو یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ بیت المقدس پھر آباد اور پر رونق شہر بن چکا تھا۔

بخت نصر کے بعد539ق م میں شہنشاہ فارس روش کبیر (سائرس اعظم) نے بابل فتح کر کے بنی اسرائیل کو فلسطین واپس جانے کی اجازت دے دی۔ یہودی حکمران ہیرودا اعظم کے زمانے میں یہودیوں نے بیت المقدس شہر اور ہیکل سلیمانی پھر تعمیر کر لیے۔ یروشلم پر دوسری تباہی رومیوں کے دور میں نازل ہوئی۔ رومی جرنیل ٹائٹس نے70ء میں یروشلم اور ہیکل سلیمانی دونوں مسمار کر دیے۔

137 ق م میں رومی شہنشاہ ہیڈرین نے شوریدہ سر یہودیوں کو بیت المقدس اور فلسطین سے جلاوطن کر دیا۔ چوتھی صدی عیسوی میں رومیوں نے عیسائیت قبول کر لی اور بیت المقدس میں گرجے تعمیر کیے۔

مسلم تاریخ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معراج کو جاتے ہوئے بیت المقدس پہنچے، 2ھ بمطابق 624ء تک بیت المقدس ہی مسلمانوں کا قبلہ تھا، حتی کہ حکم الٰہی کے مطابق کعبہ (مکہ) کو قبلہ قرار دیا گیا۔ 17ھ یعنی 639ء میں عہد فاروقی میں عیسائیوں سے ایک معاہدے کے تحت بیت المقدس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا خلیفہ عبد الملک کے عہد میں یہاں مسجد اقصٰی کی تعمیر عمل میں آئی اور صخرہ معراج پر قبۃ الصخرہ بنایا گیا۔

1099ء میں پہلی صلیبی جنگ کے موقع پر یورپی صلیبیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کر کے 70 ہزار مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ 1187ء میں سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیت المقدس کو عیسائیوں کے قبضے سے چھڑایا۔

جدید تاریخ اور یہودی قبضہ

پہلی جنگ عظیم دسمبر 1917ء کے دوران انگریزوں نے بیت المقدس اور فلسطین پر قبضہ کر کے یہودیوں کو آباد ہونے کی عام اجازت دے دی۔ یہود و نصاریٰ کی سازش کے تحت نومبر 1947ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے دھاندلی سے کام لیتے ہوئے فلسطین اور عربوں اور یہودیوں میں تقسیم کر دیا اور جب 14 مئی 1948ء کو یہودیوں نے اسرائیل کے قیام کا اعلان کر دیا تو پہلی عرب اسرائیل جنگ چھڑ گئی۔

اس کے جنگ کے نتیجے میں اسرائیلی فلسطین کے 78 فیصد رقبے پر قابض ہو گئے تاہم مشرقی یروشلم (بیت المقدس) اور غرب اردن کے علاقے اردن کے قبضے میں آ گئے۔ تیسری عرب اسرائیل جنگ (جون 1967ء) میں اسرائیلیوں نے بقیہ فلسطین اور بیت المقدس پر بھی تسلط جما لیا۔ یوں مسلمانوں کا قبلہ اول ہنوز یہودیوں کے قبضے میں ہے۔ یہودیوں کے بقول 70ء کی تباہی سے ہیکل سلیمانی کی ایک دیوار کا کچھ حصہ بچا ہوا ہے جہاں دو ہزار سال سے یہودی زائرین آ کر رویا کرتے تھے اسی لیے اسے "دیوار گریہ" کہا جاتا ہے۔ اب یہودی مسجد اقصٰی کو گرا کو ہیکل تعمیر کرنے کے منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ اسرائیل نے بیت المقدس کو اپنا دارالحکومت بھی بنا رکھا ہے۔

مسجد اقصی

مسجد اقصی مسلمانوں کا قبلہ اول اور خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے بعد تیسرا مقدس ترین مقام ہے۔ مقامی مسلمان اسے المسجد الاقصیٰ یا الحرم القدسی الشریف کہتے ہیں۔ یہ مشرقی یروشلم میں واقع ہے جس پر اسرائیل کا قبضہ ہے۔ یہ یروشلم کی سب سے بڑی مسجد ہے جس میں 5 ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے جبکہ مسجد کے صحن میں بھی ہزاروں افراد نماز ادا کرسکتے ہیں۔

2000ء میں الاقصیٰ انتفاضہ کے آغاز کے بعد سے یہاں غیر مسلموں کا داخلہ ممنوع ہے

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سفر معراج کے دوران مسجد حرام سے یہاں پہنچے تھے اور مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کی نماز کی امامت کرنے کے بعد براق کے ذریعے سات آسمانوں کے سفر پر روانہ ہوئے۔

مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے اور معراج میں نماز کی فرضیت 16 سے 17 ماہ تک مسلمان مسجد اقصٰی کی جانب رخ کرکے ہی نماز ادا کرتے تھے پھر تحویل قبلہ کا حکم آنے کے بعد مسلمانوں کا قبلہ خانہ کعبہ ہو گیا۔

مسلم تعمیرات

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمانوں نے بیت المقدس فتح کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہر سے روانگی کے وقت صخرہ اور براق باندھنے کی جگہ کے قریب مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا جہاں انہوں نے اپنے ہمراہیوں سمیت نماز ادا کی تھی۔

یہی مسجد بعد میں مسجد اقصٰی کہلائی کیونکہ قرآن مجید کی سورہ بنی اسرائیل کے آغاز میں اس مقام کو مسجد اقصٰی کہا گیا ہے۔
اس دور میں بہت سے صحابہ نے تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کی خاطر بیت المقدس میں اقامت اختیار کی خلیفہ عبد الملک بن مروان نے مسجد اقصٰی کی تعمیر شروع کرائی اور خلیفہ ولید بن عبد الملک نے اس کی تعمیر مکمل کی اور اس کی تزئین و آرائش کی۔

عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے بھی اس مسجد کی مرمت کرائی پہلی صلیبی جنگ کے بعد جب عیسائیوں کا بیت المقدس پر قبضہ ہو گیا تو انہوں نے مسجد اقصٰی میں بہت ردوبدل کیا انہوں نے مسجد میں رہنے کے لیے کئی کمرے بنا لیے اور اس کا نام معبد سلیمان رکھا نیز متعدد دیگر عمارتوں کا اضافہ کیا جو بطور جائے ضرورت اور اناج کی کوٹھیوں کے استعمال ہوتی تھیں۔ انہوں نے مسجد کے اندر اور مسجد کے ساتھ ساتھ گرجا بھی بنا لیا۔

سلطان صلاح الدین ایوبی نے 1187ء میں فتح بیت المقدس کے بعد مسجد اقصٰی کو عیسائیوں کے تمام نشانات سے پاک کیا اور محراب اور مسجد کو دوبارہ تعمیر کیا۔

مسجد اقصی اس ساری مسجد کا نام ہے جسے سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا اور بعض لوگ اس مصلی یعنی نماز پڑھنے کی جگہ کو جسے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کی اگلی جانب تعمیر کیا تھا اقصی کا نام دینے لگے ہیں، اس جگہ میں جسے عمر بن خطاب رضي اللہ تعالی عنہ نے تعمیر کیا تھا نماز پڑھنا باقی ساری مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

سانحہ بیت المقدس

21 اگست 1969ء کو ایک آسٹریلوی یہودی ڈینس مائیکل روحان نے قبلۂ اول کو آگ لگادی جس سے مسجد اقصیٰ تین گھنٹے تک آگ کی لپیٹ میں رہی اور جنوب مشرقی جانب عین قبلہ کی طرف کا بڑا حصہ گر پڑا۔ محراب میں موجود منبر بھی نذر آتش ہو گیا جسے صلاح الدین ایوبی نے فتح بیت المقدس کے بعد نصب کیا تھا۔

صلاح الدین نے قبلہ اول کی آزادی کے لئے تقریباً 16 جنگیں لڑیں اور ہر جنگ کے دوران وہ اس منبر کو اپنے ساتھ رکھتے تھے تا کہ فتح ہونے کے بعد اس کو مسجد میں نصب کریں گے۔

اس المناک واقعہ کے بعد خواب غفلت میں ڈوبی ہوئی امت مسلمہ کی آنکھ ایک لمحے کے لئے بیدار ہوئی اور سانحے کے تقریباً ایک ہفتے بعد اسلامی ممالک نے موتمر عالم اسلامی (او آئی سی) قائم کر دی۔ تاہم 1973ء میں پاکستان کے شہر لاہور میں ہونے والے دوسرے اجلاس کے بعد سے 56 اسلامی ممالک کی یہ تنظیم غیر فعال ہو گئی۔

یہودی اس مسجد کو ہیکل سلیمانی کی جگہ تعمیر کردہ عبادت گاہ سمجھتے ہیں اور اسے گرا کر دوبارہ ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ کبھی بھی بذریعہ دلیل اس کو ثابت نہیں کر سکے کہ ہیکل سلیمانی یہیں تعمیر تھا

AL-QUDS
CAPITAL OF PALESTINE